سوال

(223) رہن شدہ زمین سے فائدہ اٹھانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کسی شخص نے زمین رہن رکھی۔ تو مرتہن کو اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز زمین مرہونہ کا قیاس سواری اور دودھ کے جانور پر صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس کا جواب بایں الفاظ دیا گیا ہے۔ کہ شیٔ مرہون سے اس پر اٹھنے والے اخراجات کی وجہ سے مرتہن کا نفع اٹھانا جائز ہے یعنی جب سواری یا دودھ کا کوئی جانور مرہون ہو اور اس کے دانہ اور گھاس وغیرہ کا خرچہ مرتہن کے زمے ہو تو مرتہن کا نفع اٹھانا جائز ہے۔ یعنی جب سواری کا دودھ کا کوئی جانور مرہون ہو اور اسکے دانہ اور گھاس وغیرہ کا خرچہ مرتہن کے زمے ہو تو مرتہن کو جائز ہے کہ اپنے اخراجات کے بقدر جانور مرہون پر سواری کرے۔ اور دودھ پیئے اور اسے اخراجات سے زیادہ نفع اٹھانا جائز نہیں مثلاً گائے مرہون پر مرتہن روزانہ کا خرچہ دو روپیہ ہوتا ہے۔ اور گائے روزانہ چار روپے کا دودھ دیتی ہو تو اسے صرف دو روپے کے بقدر دودھ پینا جائز ہے۔ اور باقی دو روپے کا دودھ راہن کا ہے۔ اور مرتہن کو باقی دودھ پینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر اسے پیئے گا تو سود میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ اگر سواری کا جانور رہن ہو تو اخراجات کے معاوضہ میں اس پر سواری کی جائے گی۔ اور دودھ والے جانور کا دودھ خرچہ کے معاوضے میں پیا جائے گا۔ اور جو سواری کرے گا۔ اور دودھ پیئے گا وہی خرچہ برداشت کرے گا۔'' (صحیح بخاری)

نیز بخاری میں ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ گم شدہ جانور پر سواری بھی چارہ کے عوض کی جائے گی اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی چارہ کے عوض پیا جائے گا اور رہن کا بھی یہی حکم ہے۔

فتح الباری میں اس کی مذید وضاحت ہے۔ کہ اگر کوئی مرتہن کے پاس دودھ دینے والا جانور رہن رکھے تو مرتہن کو چارہ کی قیمت کے برابر دودھ لینا جائز ہوگا اگر زیادہ لے گا تو سود ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ سواری اور دودھ کے جانور کے علاوہ دوسری کسی مرہون چیز کا نفع اٹھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت نہیں بلکہ اس کی ممانعت ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گروی شدہ چیز کو راہن سے روکا نہیں جاسکتا اس کے نفع اور نقصان کا مالک گروی رکھنے والا ہے۔''

اسے امام شافعی رحمة اللہ علیہ نے اپنی مسند اور دار قطنی نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کی سند حسن متصل ہے علامہ شوکانی رحمة اللہ علیہ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں۔ کہ شیٔ مرہون کا نفع ونقصان راہن کا ہے۔ اس میں جمہور کے مذہب کی دلیل ہے۔ امام شافعی رحمة اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمة اللہ علیہ امام مالک رحمة اللہ علیہ اور جمہور علماء نے کہ مرتہن گروی شدہ چیز سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ہر قسم کا نفع ونقصان گروی رکھنے والے کا ہے۔ اس لئے کہ شریعت نے نفع ونقصان کا ذمہ دار گروی رکھنے والے کو ٹھرایا

ہے۔ جب احادیث سے یہ دونوں باتیں ثابت نہیں تو معلوم ہوا کہ زمین مرہونہ سے مرتہن کو نفع اٹھانا جائز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین مرہونہ کا قیاس سواری کے جانور پر صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص259 ج2۔ واللہ اعلم بالصواب)

واضح رہے کہ فتویٰ میں مذکورہ حدیث کہ گروی شدہ چیز کو راہن سے روکا نہیں جاسکتا۔ اس کے نفع ونقصان کا مالک گروی رکھنے والا ہے۔ اسے امام حاکم نے بیان کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: 2/51)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں آخری الفاظ مدرج ہیں۔ جو حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تفسیر کہے ہیں۔ تاہم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے۔ کہ آخری الفاظ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے کے پاس کوئی چیز گروی رکھی ہے۔ تو اسے اس چیز سے فائدہ لینے کا پورا پورا حق ہے۔ گروی قبول کرنے والے کو اس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ اگر وہ قرض دار یا قرض خواہ سے ہلاک ہوجائے تو اس سے قرض لینے والے کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ کیوں کہ یہ نقصان مقروض کا ہوا ہے۔ جس نے اپنی کوئی چیز قرض وصول کرنے والے کے پاس بطور گروی رکھی تھی لیکن بعض دوسرے فقہاء اس حدیث کا مفہوم بایں الفاظ بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر وقت مقررہ تک مقروض اپنے زمے سے قرض نہ اتار سکے تو مرتہن کو گروی شدہ چیز ضبط کرلینے کا حق نہیں بلکہ اس سے قرض کی ادائیگی کےلئے فروخت کیا جائے گا۔ اگر اس کی قیمت قرض کی رقم سے زیادہ ہے تو اس کا فائدہ گروی رکھنے والے کو ہوگا یعنی زائد رقم مقروض کو واپس کردی جائے گی۔ اور اگر اس کی قیمت قرض سے کم ہے تو مقروض کے زمے ہے کہ وہ اس کی تلافی کرے۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرا مفہوم ہی درست ہے کیوں کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض کی ادائیگی تک گروی شدہ چیز پر قرض لینے والے کا قبضہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اگرچہ حق ملکیت ومقروض کا ہے۔ لیکن حق وثیقہ قرض لینے والے کا تسلیم شدہ ہے۔ مقروض کو اپنی چیز سے انتفاع کا حق دینا اس کے قبضے کے منافی ہے۔ جو قرآن کریم نے اسے دیا ہے۔ پھر یہ تفسیر ابراہیم نخعی حضرت طاؤس سفیان ثوری اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے عدم جواز پر ایک عجیب استدلال پیش کیا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی سے ایک لونڈی خریدی بیوی نے شرط لگائی کہ اگر آپ اس کسی دوسرے کو فروخت کریں تو جتنی قیمت سے فروخت کرنا طے ہوا ہے اتنی ہی قیمت میری ہوگی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''کہ ایسے حال میں آپ لونڈی کے قریب نہ جائیں جبکہ اس میں کسی کےلئے کوئی شرط موجود ہو۔''

(موطا امام مالک باب مایفعل فی الولیدۃ اذ بیعت والشرط فیہا)

اس حدیث سے گروی شدہ چیز سے فائدہ اٹھانا ناجائز ثابت ہوا کیوں کہ جب بیع میں صرف ایک شرط ہونے کی صورت میں فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ تو گروی شدہ چیز جس مین اصل مالک کا پورا پورا حق ہوتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا کہاں جائز ہوگا۔ (فتاویٰ اہلحدیث: 2/271)

اس کے عدم جواز پر بعض ضعیف احادیث بھی بطور تائید پیش کی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ مولانا عبداللہ بن عبد لجبار غزنوی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ:

''اللہ کے فضل سے قاعدہ کلیہ کے علاوہ خاص مسئلہ میں دو احادیث مل گئی ہیں جو اس باب میں نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حدیث اول

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی قرض کے بدلے اپنی زمین کو کسی کے پاس رہن رکھے تو زمین کی پیداوار میں سے بعد وضع اخراجات جو باقی بچے وہ قرض میں محسوب کیا جائے مزدوری اور خرچ جو کچھ ہوا ہو اسے بھی انصاف کے ساتھ لگائے۔ اس حدیث کو مصنف عبدالرزاق میں روایت کیا

گیا ہے۔

حدیث نمبر دوم

طاؤس تابعی کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب میں لکھا ہوا تھا''کہ جو کوئی کسی کی زمین گروی رکھے تو اس کی پیداوار قرض میں محسوب کرے اور یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں دیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا تھا۔(مصنف عبدالرزاق)

یہ احادیث صورت مسئولہ کے عدم جواز پر نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن ان کی صحت کے متعلق ہمیں مکمل یقین نہیں ہے۔ہمارے نزدیک زمین کا اصل مالک قرض لینے والا ہے۔اس لئے اس کا حق ہے کہ وہ اسے خود کاشت کرکے اس سے نفع حاصل کرے البتہ قرض کی واپسی یقینی بنانے کے لئے اپنی زمین سے متعلقہ کاغذات رجسٹری اور دیگر دستاویزی ثبوت وائن اپنے پاس رکھے۔اگر کسی وجہ سے ایسا ناممکن ہو تو جس کے پاس زمین گروی رکھی گئی ہے وہ خود اسے کاشت کرے اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو منہا کرکے نفع وغیرہ کو دو حصوں میں تقسیم کرلیا جائے ایک حصہ اپنی محنت کے عوض خود رکھ لے اور دوسرا حصہ زمین کے اصل مالک کو دے دیا جائے۔یا حصہ دینے کی بجائے اس کے قرض سے اتنی رقم منہا کردے۔یا رائج الوقت اس زمین کا جتنا ٹھیکہ ہو سالانہ شرح کے حساب سے اس کے قرض سے منہا کردیا جائے اس طرح قرض کی رقم جب پوری ہوجائے گی۔تو زمین اصل مالک کو واپس کردی جائے اس سلسلے میں رائج الوقت مندرجہ ذیل دو صورتیں بالکل ناجائز اور حرام ہیں۔

1۔جس کے پاس زمین گروی رکھی جائے وہ اسے خود کاشت کرے اور اس کی پیداوار خود ہی استعمال کرتا رہے اصل مالک کو بالکل نظر انداز کردیا جائے۔

2۔اگر وقت مقررہ پر قرض وصول نہ ہو تو گروی شدہ زمین کو بحق قرج ضبط کرلیا جائے۔یہ دونوں صورتیں صریح ظلم اور زیادتی کا باعث ہیں۔لہذا ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔(واللہ اعلم بالصواب)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:256